إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

المدیر قاضی محمد ظہور الدین اکمل
معاون مدیر حافظ جمال احمد

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ... بیرون ہند ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۹

مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۱۹ رجب ۱۳۴۳ھ

جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت اولوالعزم فضل عمر خیریت سے ہیں۔ (۲) خاندان نبوت اور خاندان خلافت اولی میں بفضل خدا سب خیریت ہے۔ (۳) جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی چھوٹی صاحبزادی اب کسی قدر اچھی ہے۔ (۴) ان دنوں میں جناب سید عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ سے اور قاضی حبیب اللہ صاحب لائل پور سے اور چودہری محمد قاسم صاحب منٹگمری سے نیز شیخ محمد بخش صاحب بھنگالہ ہوشیار پور سے۔ ڈاکٹر نور احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ضلع شیخوپورہ سے تشریف لائے۔ (۵) جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بخیریت لاہور سے واپس آ گئے ہیں (۶) ہمارے بھائی میاں محمد امین خانصاحب جو یہاں دوکان کرتے تھے۔ ۲یوم بعارضہ تپ محرقہ بیمار رہ کر آج ۱۳ فروری کو فوت ہو گئے۔ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آج ۱۱ فروری حضرت اقدس نے بعد از نماز عصر مسجد اقصیٰ میں تمام احباب جماعت کو جمع کر کے تقریر فرمائی کہ سفر یورپ اور اسکے نتیجے میں جو اخراجات سلسلہ بڑھ گئے ہیں۔ ان کے پورا کرنے کے لئے ایک لاکھ روپے کی تحریک میں نے جماعت میں کی ہے اسمیں سب سے پہلے قادیان کی جماعت شامل ہو اور وہ سرد کے لئے خود بسی اسی وقت ساڑھے بارہ ہزار روپیہ وعدوں اور نقدی کی صورت میں جمع ہو گیا اور ابھی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں۔ ۱۲۵۰۳

نظم

انکشاف حقیقت خواب میں

رات کا تھا وقت اور کالی گھٹا گھنگور تھی
تہ بہ تہ تھیں ظلمتیں ہاں روشنی کافور تھی

برق عالم سوز سے آنکھیں تھیں چندھیائی ہوئی
ہیبت اسرافیل کی سب لے غلا میں مستور تھی

آسماں اہل زمیں پر ساف۔ کلوخ انداز تھا
آتش انگیزی پہ گویا خود زمیں مامور تھی

شعلہ باری سے زمیں کیا چاند تارے جل بجھے
آسمانی گولہ باری سے زمیں سب چور تھی

تھی عناصر نے بھی باہم جنگ کی ٹھانی ہوئی
امن کی امید اک آواز کوس دور تھی

الحفیظ والاماں سے شور محشر تھا بپا
وقف زاری تھے فرشتے وقف گریہ حور تھی

لرزہ براندام تھے سب خوف سے چھوٹے بڑے
ہمتیں ٹوٹی ہوئی تھیں اور منزل دور تھی

دیکھ کر گھبرا گیا میں خوفناک ایسا سماں
سخت تھی نیچے زمیں۔ تھا دور اوپر آسماں

اے علیم والے قدیر والے حلیم و ذوالکرم
اے رحیم والے کریم و عیب پوش و کبریا

اے رفیق والے شفیق والے بصیر بالعباد
تو ہی مامن۔ تو ہی ملجا۔ تو ہی ہے ماوی مرا

ذرہ ذرہ سے ہویدا ہے تری الفت کی شان
پتہ پتہ دے رہا ہے تیری رحمت کا پتا

ماہ سے ماہی تلک سب تابع فرماں ترے
چشمۂ خورشید میں پرتو فگن تیری ضیا

خود مجھے اقرار ہے مجرم ہوں میں تقصیر وار
کب سنا مجھ سے کہ میں نے دعوی باطل کیا

میری ساری زندگی وقف سیہ کاری رہی
میرا ہر اک سانس غرق لجۂ عصیاں رہا

میں نے اپنی جان پر ظلم و ستم بے حد کئے
لیک تیرے رحم پر دائم مجھے تکیہ رہا

اے خدا تو دامن رحمت کو اپنے کر وسیع
ہو نہ جلدی قہر سے دنیا کا تیری فیصلا

رحمتِ حق نے نوازا مجھ کو بندہ جان کر
چوم لیں مقبولیت نے میری آنکھیں آن کر

عین وقتِ یاس میں یوں غیب سے آئی ندا
نغمۂ لاتقنطوا کی سن ذرا میٹھی صدا

رعب سے آواز کے اک بیہوشی طاری ہوئی
دلفریبی سے پھر اس کی غنچۂ دل کھل گیا

ہوش جب آیا تو دیکھا ایک مردِ پارسا
خوبصورت خوب سیرت پاس تھا میرے کھڑا

بال سید تھے۔ رخ کتابی اور قد موزون تھا
ہاتھ میں اس کے عصا تھا۔ رنگ تھا گندم نما

اس کی پیشانی کشادہ اور نیچی تھی نگاہ
چادریں تھیں زرد دو جن میں تھا وہ لپٹا ہوا

دم وہ دم جس سے مردے پل میں زندہ ہو گئے
آنکھ تھی وہ آنکھ جس میں ایک جادو تھا بھرا

چال تھی وہ چال جس میں سارے فتنے دب گئے
بات تھی وہ بات جس نے کر دیا محشر بپا

ڈھل چکی تھی دوپہر بیشک جوانی کی مگر
ہر ادا تھی دلفریب اور ہر نگہ تھی کیمیا

حسن دل افروز کے جلوے تھے چہرہ میں بھرے
تاب میں شمس ضحی تھا آب میں بدر الدجی

لب پہ تھی اک مسکراہٹ اور چہرہ پر ہنسی
تھا شراب عشق کا ہاتھوں میں اک پیالہ بھرا

دل تڑپتا تھا کہ لیلوں جام اس کے ہاتھ سے
تشنگی تھا میرا گلا۔ میں تشنہ کام عشق تھا

تھیں سبق آموز جرات گو مری بیتابیاں
ہاتھ بڑھتا کس طرح؟ اسکا ادب ملحوظ تھا

لعل لب کو جنبش مستانہ سی اس کے ہوئی
نغمہ ہائے جانفزا سے بھر گئی ساری فضا

حاصل نغمہ فقط اک لطف و مستی ہی نہ تھے
بلکہ ہر آواز میں اس کے یہی مضمون تھا

"گر بخواہی زیں مے گلگونِ عشق افزا چشید
خویش را در محفلِ محمود مے باید کشید"

ساقی کوثر کا وارث۔ شمع بزم طور بھی
جانشین عیسے دوراں بھی۔ اس کا پور بھی

واقف اسرار یزداں۔ نوردیں۔ شمع ہدیٰ
عاشق ختم نبی بھی اور اس کا نور بھی

صدر بزم اولیا۔ قربان راہ مصطفےٰ
آیت پروردگار۔ اللہ کا منظور بھی

قاسم معانی و مجلی۔ مطلع انوار حق
سینہ کان معرفت بھی عشق سے معمور بھی

روئے روشن۔ زلف مشکیں سے دو عالم آشکار
لطف صبح نور بھی۔ خوف شب دیجور بھی

دشمن جان ہوس۔ عاشقوں کا رہنما
وقت داوری میں سراپا رحم بھی غیور بھی

جاہلاں را فار چشم و عارفاں را مدعا
حضرت فضل عمر محمود احمد میرزا

ظلمتیں کافور دنیا کی ترے دم سے ہوئیں [1]
بارشیں انوار کی نازل ترے دم سے ہوئیں

رحمتیں اللہ کی نازل ہوئیں تیرے سبب
اور ساری برکتیں ہم پر ترے دم سے ہوئیں

ہم ذلیل و خوار تھے سب اپنے بد اعمال سے
عزتیں اپنی ہوئیں جتنی ترے دم سے ہوئیں

دشمنان دین حق پھرتے تھے خوش خوش چار سو
ذلتیں کیا کیا نصیبا ان کو ترے دم سے ہوئیں

ہو چکی تھیں خشک سب ساری کھیتیاں اسلام کی
بارشیں جتنی ہوئیں ان پر ترے دم سے ہوئیں

خویش بیگانہ ہوئے تھے بے خبر تھے سب آشنا
الفتیں جتنی ہوئیں باہم ترے دم سے ہوئیں

شیر علم و شہد عرفاں و شراب عشق کی
نہریں دنیا میں سب جاری ترے دم سے ہوئیں

اے گل گلزار احمد تا قیامت زندہ باش
بر سپہر نیک نامی مثل خور تابندہ باش

بشیر احمد ابن حضرت حقانی علیہ الرحمۃ از لاہور

[1] ہمارے بھائی کی لغزش مستانہ دیکھئے۔ کہ قید قافیہ سے آزاد ہو گئے

اخبار احمدیہ

ضرورت ہے (۱) بہاول نگر۔ ریاست بہاولپور میں ایک مستری کی ضرورت ہے۔ جو آئل انجن کا کام جانتا ہو۔ تنخواہ حسب قابلیت ہوگی ❊

(۲) ڈیرہ دون میں ایک موٹر میکانک کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب قابلیت ہوگی۔ جو صاحب ملازمت کرنا چاہیں۔ بہت جلد دفتر امور عامہ میں اپنی اپنی درخواستیں بمعہ نقول اسناد ۲۰ر فروری تک بھیجدیں۔ والسلام :- المشتہر ذوالفقار علی ناظر امور عامہ

انگریزی ریویو لنڈن احباب سے مخفی نہ رہے۔ کہ ابھی تک ماہ جنوری ۱۹۲۵ء کا انگریزی ریویو چھپ کر ہندوستان میں نہیں آیا۔ اس لئے احباب گھبرائیں نہیں ❊

الحکم مصور ۷ر فروری کے الحکم میں وفد یورپ (۱۲ کس) کی تصویر مع حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ شائع کی گئی ہے۔ اس کا بلاک بہت ہی نفیس تیار ہوا ہے۔ ہم اس دل افروز اشاعت پر اپنے مکرم ہمعصر کو مبارکباد دیتے ہیں ❊

ایک کتب خانہ بکتا ہے ہمارے ایک دوست اپنا کتب خانہ فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں انہوں نے بہت سی نادر اور مفید کتب سلسلہ و بیرون سلسلہ جمع کر رکھی تھیں۔ بعض کتابوں کی جلدیں نہایت نفیس بنی ہوئی ہیں۔ تفصیل کے لئے پیر رشید احمد ارشد قادیان سے خط و کتابت ہو ❊

وفات برادر بشیر حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ بھائی ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائل پوری وارد برہان پور علاقہ نماز قضاء الہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبی کے آدمی تھے۔ شاعر تھے اور واعظ خوش الحانی سے عموماً جلسہ پر نظمیں سنایا کرتے تھے ان کی نظم "اے قادیاں کی بستی تجھ پر سلام ہو وے" بہت مقبول ہوئی تھی ❊ (۲) برادر عطاء اللہ صاحب ولد میاں ہدایت اللہ صاحب شاعر کی بیوی فوت ہو گئی ہے۔ احباب ہر دو کے لئے دعائے مغفرت کریں ❊

درخواستہائے دعا برادر نور محمد صاحب منگہ کا لڑکا عبدالرحیم انٹرنس کا اور (۲) بشیر احمد بن مولوی غلام رسول صاحب منگوانی مڈل کا امتحان دے گا۔ احباب دعائے کامیابی فرماویں ❊

ولادت شیخ محمد حسین صاحب بی۔ اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس میرٹھ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ زوجہ ثانیہ کے بطن سے ۷ر فروری کو لڑکا ہوا ہے۔ خدا مبارک کرے

انجمن احمدیہ جڑانوالہ کی درخواست ہم نے ایک ریڈنگ روم کھولا ہے۔ احباب سلسلہ کی کتابوں سے ممتاز فرماویں۔ کیونکہ ہم غیر مستطیع ہیں۔ (سکرٹری جماعت)

الفضل کی توسیع اشاعت ہم نے جو وی پی ان اصحاب کی خدمت میں کئے تھے۔ جن کی قیمت سالانہ ۱۵ر جنوری تک ختم ہوتی ہے۔ اسمیں سے کئی وی پی واپس آگئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۱۴ فروری ۱۹۲۵ء

فرقہ وارانہ نیابت کا سوال اور اس کا حل

(امام جماعت احمدیہ کے قلم سے)

آجکل سیاسی لیڈروں کو فرقہ وارانہ نیابت کا سوال بہت پریشان کر رہا ہے۔ آل انڈیا پارٹی کانفرنس کا ایک اجلاس ہوا۔ کچھ فیصلہ نہ ہو سکا۔ اب معاملہ ایک سب کمیٹی کے سپرد ہے۔ اور مارچ میں پھر اس موضوع پر بحث ہونے والی ہے۔ مولوی ظفر علیخان صاحب نے اس بارے میں چند سوالات شائع کئے۔ جو درج ذیل ہیں:۔

(۱) فرقہ وار نیابت کے اصول کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

(۲) آپ کے خیال میں اس اصول کی بہترین اساس و بنیاد کیا ہو سکتی ہے۔ یعنی کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ نیابت کا فیصلہ آبادی کی بنا پر ہو یا آپ میثاق لکھنؤ کے مؤید ہیں جس میں مدراس۔ بمبئی۔ صوبجات متحدہ اور صوبجات متوسط کے قلیل التعداد مسلمانوں کو چند زائد نشستیں دے کر بنگال و پنجاب کے مسلمانوں کی اکثریت قربان کی گئی تھی۔

(۳) یہ فرقہ وار نیابت کا اصول محض مجالس وضع قوانین ہی تک محدود رہنا چاہیئے۔ یا اسے بلدیات، ڈسٹرکٹ بورڈوں اور دوسری پنچایتی مجالس میں نافذ کرنا چاہیئے۔

(۴) نظم و نسق ملک یعنی سرکاری ملازمتوں کے متعلق آپ کا فیصلہ کیا ہے۔ یعنی کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ لیاقت و قابلیت کا مناسب لحاظ رکھتے ہوئے ہر شعبہ میں ہر جماعت کو اپنی تعداد کے لحاظ سے ملازمتیں ملیں۔ یا آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ مختلف جماعتوں کے تناسب آبادی سے قطع نظر کرتے ہوئے محض لیاقت و قابلیت ہی کو معیار قرار دیا جائے۔

(۵) یونیورسٹیوں کی انتظامی مجالس اور دیگر تعلیمی انجمنوں میں فرقہ وار نیابت کے اصول کے نفاذ کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟

(۶) فرقہ وار نیابت کو تسلیم مان لینے کی صورت میں آپ حلقہ ہائے انتخاب کی نسبت کیا رائے دیتے ہیں۔ یعنی کیا حلقہ ہائے انتخاب مشترک و مخلوط رکھے جائیں یا جدا گانہ؟

(۷) اگر آبادی کو فرقہ وار نیابت کی صحیح ترین اساس و بنیاد تسلیم کر لیا جائے۔ تو کیا آپ بہت ہی قلیل التعداد جماعتوں کے متعلق کسی رعایتی سلوک کے حق میں ہیں یعنی کیا آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ مدراس۔ بمبئی۔ صوبجات متحدہ اور صوبجات متوسط کے مسلمانوں پارسیوں اور دوسری غیر ہندو قوموں پنجاب کے سکھوں اور صوبہ سرحد و بلوچستان کے ہندوؤں کو ان کی تعداد سے زائد حقوق دیئے جائیں؟"

ایک مضمون اس موضوع پر حضرت امام کے قلم سے آج سے کئی ماہ بیشتر نکل چکا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ تمام سوالات اس کے پڑھنے سے حل ہو جائینگے۔ وہ مضمون یہ ہے:۔

"وہ بات جس کا فیصلہ صلح کے قیام کے لئے ضروری ہے وہ مختلف اقوام کے حقوق کا تصفیہ ہے۔ جو نیابتی مجالس اور خدمات سرکاری کے متعلق مختلف اقوام کو حاصل ہونے چاہئیں۔

اس امر کے تصفیہ میں پہلے سخت غلطی ہو چکی ہے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کا پہلا سمجھوتہ یہ تھا کہ ان صوبوں میں جہاں کہ مسلمان کم ہیں۔ ان کی تعداد آبادی کی نسبت سے نیابتی مجالس میں ان کو زیادہ حق دیا جاوے۔ اور جہاں مسلمان زیادہ ہیں۔ وہاں ہندوؤں کو ان کے حق سے زیادہ دیا جائے۔ اس سمجھوتے میں دو نقص تھے۔ ایک تو یہ کہ یہ سمجھوتہ دو قوموں میں تھا۔ حالانکہ ہندوستان میں کئی قومیں بستی ہیں اس سوال کا کوئی حل نہیں سوچا گیا۔ کہ اس تقسیم کے وقت دوسری قوموں کو کس نسبت سے حق نیابت دیا جائے گا۔ چنانچہ پنجاب میں سکھوں کی موجودگی کی وجہ سے اس سمجھوتے نے مشکلات پیدا کر دیں۔ دوسرا نقص یہ تھا۔ کہ اس سمجھوتے کے ماتحت مسلمانوں کو گو بمبئی۔ مدراس۔ یو۔ پی بہار اور سی۔ پی میں ان کی تعداد سے زیادہ حق نیابت مل گیا۔ مگر پھر بھی وہ ان صوبوں میں قلیل التعداد ہی رہے۔ اور ان کی آواز برادران وطن سے نیچی ہی رہی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی کثرت قلت سے بدل گئی۔

جب یہ سمجھوتہ ہوا ہے۔ میں نے اسی وقت اس کے خلاف آواز اٹھانی شروع کی تھی۔ اور واقعات نے میری رائے کی صحت کو ثابت کر دیا ہے۔ مجھے تعجب ہوا۔ جب میں نے دیکھا کہ سمجھوتہ کرنے والے لوگ معاملات کی حقیقت سے بالکل ناواقف تھے۔ مجھے پرانی لیگ کے بعض پرجوش ممبروں سے گفتگو کا موقعہ ملا ہے۔ اور میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب میں نے مسلمانوں کے ان نمائندوں کو مسلمانوں کے حقوق سے بالکل ناواقف پایا۔ جب میں نے یہ نقص ان لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ مسلمانوں کو سب صوبوں کی مجالس نیابتی میں قلیل التعداد رہنے کی وجہ سے نقصان پہنچے گا۔ اگر بنگال اور پنجاب میں وہ کثیر التعداد رہتے تو یہ بہتر تھا بہ نسبت اس کے کہ دوسرے صوبوں میں ان کو کچھ حق زیادہ مل جاتا۔ کیونکہ پنجاب ہندوستان کا ہاتھ ہے اور بنگال سر۔ ان دونوں جگہ کی طاقت سے مسلمان باقی صوبوں کے مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھ سکتے تھے۔ تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ صرف پنجاب کی دو فیصدی زیادتی کو قربان کیا گیا ہے۔ ورنہ بنگال میں تو مسلمان کم ہی ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ بنگال میں مسلمانوں کی طاقت پنجاب سے بھی بڑھ کر ہے اور واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ سودا مسلمانوں کو بہت مہنگا پڑا ہے اور بہت سے فسادات کا موجب ہوا ہے۔ آیندہ معاہدہ دو قوموں کے درمیان نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایسے اصول پر ہونا چاہیئے۔ کہ خواہ کتنی بھی قومیں کیوں نہ ہوں۔ ان کے حقوق کی حفاظت اس معاہدہ کے ذریعہ ہو جائے۔ اور جھگڑے کی صورت ہی پیدا نہ ہو۔ اور نہ یہ نقص ہو۔ کہ کسی قوم کی کثرت قلت میں تبدیل ہو جائے۔

میرے نزدیک اس کا طریق یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنا پہلا مطالبہ کہ ان کو بعض صوبوں میں ان کی تعداد سے زیادہ حق نیابت دیا جائے۔ چھوڑ دیں۔ مدراس یا بہار میں اگر وہ چند ممبریاں زیادہ بھی حاصل کر لیں۔ تو اس سے ان کو اس قدر فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس قدر کہ بعض صوبوں میں ان کی کثرت رہنے سے انکو فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور آیندہ نظام اس طریق پر قائم کیا جاوے کہ ہر ایک قوم کو اس کی تعداد آبادی کے مطابق حق نیابت ملے صرف یہ رعایت ہو۔ کہ قلیل التعداد اقوام کو اگر ان کی تعداد اس حد تک نہ پہنچے۔ کہ ان کو نصف ممبری کا حق ملتا ہو۔ تو انکو ایک پوری ممبری کا حق دیا جائے۔ اور یہ حق کثیر التعداد قوم سے دلوایا جائے۔ بشرطیکہ انکی کثرت قلت سے نہ بدل جائے اور اسی طرح یہ استثناء کیا جائے۔ کہ جو اقوام ملک میں اہمیت رکھتی ہوں۔ لیکن تعداد کے لحاظ سے ان کو ممبری کا حق نہ ملتا ہو ان کو ایک ممبری کا حق دیا جائے۔ ان استثناؤں کے سوا سب اقوام اپنی اپنی تعداد کے مطابق حصہ لیں۔ سوائے ان ممبریوں کے جو خاص مفاد کی نیابت کرتی ہیں۔ ان میں قومی سوال کو بالکل

اٹھا دیا جائے۔ مگر یہ ممبریاں کم سے کم ہونی چاہئیں۔ اور استثنائی صورتوں میں سمجھی جانی چاہئیں۔

نیابت مجالس کا سوال خواہ وہ مرکزی ہو یا مقامی۔ تو اس طرح آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ لیکن ملازمتوں کے متعلق حقوق کا سوال زیادہ پیچیدہ ہے۔ میرے نزدیک اس سوال کا کوئی ایسا حل نہیں نکل سکتا۔ جو اس سوال کو معقول طور پر حل کر دے۔ کیونکہ ملازمتوں کا سوال دو سو آدمیوں کا سوال نہیں۔ بلکہ لاکھوں آدمیوں کا سوال ہے۔ جس میں کام کی قابلیت کا بھی بہت حد تک دخل ہے مگر فتنہ کے دور کرنے کے لئے میرے نزدیک اگر مذکورہ بالا اُصول کے مطابق اس کو بھی حل کیا جائے۔ تو ایک حد تک اس سے شکل رفع ہو سکتی ہے۔ یعنی ہر قوم کو اس کی تعداد کے مطابق ملازمتوں میں سے حصہ دیا جاوے۔ مگر ایسی پابندی نہ کی جائے کہ تھوڑا بہت فرق بھی نہ ہو۔ اگر کسی قوم کے حقوق میں کسی وقت دس پندرہ فیصدی کا فرق پڑ جائے۔ تو اس کا خیال نہیں کرنا چاہئیے۔ ہاں یہ نہیں ہونا چاہئیے۔ کہ کوئی قوم مستقل طور پر اس قسم کا فرق اپنے حق میں پیدا کرتی چلی جائے۔

جس جس صوبے میں جو قومیں ملازمتوں پر زیادہ قابض ہیں۔ انکی بھرتی انہی اُصول کے ماتحت جو امپیریل سروس میں انگریزوں کی بھرتی کو کم کرنے کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ کم کر کے دوسری اقوام کو اس وقت تک بڑھایا جاوے۔ کہ وہ اپنے جائز حق پر قابض ہو جائیں۔ اسی طرح تعلیمی اخراجات میں بھی ان قوموں کو زیادہ حصہ دیا جائے۔ جو تعلیم میں پیچھے ہیں۔ اور چاہئیے کہ ترقی یافتہ قومیں اس کو خوشی سے قبول کریں۔ لیکن ممکن ہے۔ کہ کبھی یہ سوال پیدا ہو جائے کہ کسی خاص کام کے لئے کسی قوم کے آدمی بالکل میسر ہی نہیں آتے۔ یا کم میسر آتے ہیں۔ اگر ایسا ہو۔ تو اس قوم کی مجلس محافظ حقوق کو موقعہ دیا جانا چاہئیے۔ کہ اگر وہ آدمی مہیا کر سکتی ہو۔ کرے لیاقت کے معیار کے لئے یہ کافی ہونا چاہئیے۔ کہ امیدوار اس امتحان میں کامیاب ہو چکا ہو۔ جس امتحان کا پاس کرنا اس کام کے لئے شرط مقرر کیا گیا ہے۔

ہر ایک قوم کا انتخاب انکی اپنی قوم کے افراد کے ذریعہ سے کیا جاوے۔ یعنی نہ صرف یہ شرط ہو کہ ہر ایک قوم کو اس کی تعداد کے مطابق نیابت دی جائے۔ بلکہ یہ بھی شرط ہو کہ ہر قوم کے نمائندے صرف اسی کے ووٹوں سے منتخب کئے جاویں۔ ورنہ طاقتور اور ہوشیار قومیں دوسری اقوام کے ایسے ممبروں کے منتخب کرانے میں کامیاب ہو جائینگی۔ جو اپنی قوم کا نمائندہ کہلانے کی بجائے دوسری زبردست یا زیادہ تعلیم یافتہ قوم کا نمائندہ کہلانے کے لئے زیادہ حقدار ہونگے

یہ ضروری بات ہے کہ ایسے قواعد تجویز کئے جائیں۔ کہ جن کی موجودگی میں کثیر التعداد قومیں قلیل التعداد قوموں پر ظلم نہ کر سکیں۔ یا ایسے قواعد نہ بنا سکیں۔ جو ان کے عقاید یا احساسات کے خلاف ہوں۔ پچھلے سمجھوتے میں اس کا تدارک کرنے کے لئے یہ شرط رکھی گئی تھی۔ کہ کسی کے مذہب کے متعلق کوئی ایسا قاعدہ نہیں بنایا جائیگا۔ جب تک اس قوم کے تین چوتھائی نمائندے اسکے ساتھ متفق نہ ہوں۔ لیکن یہ سمجھوتہ کافی نہیں تھا۔ مذہبی اُمور میں دست اندازی بھی گو ممکن ہے۔ لیکن اس تعلیم کے زمانہ میں ایک قوم دوسری قوم پر اس طرح ظلم نہیں کیا کرتی۔ کیونکہ اسے خوف ہوتا ہے۔ کہ دنیا کی رائے عامہ اس کے خلاف ہو جائیگی۔ پس اس امر کا چنداں خوف نہیں۔ کہ کوئی حکومت کبھی اس امر کا قانون بنانا چاہے۔ کہ مسلمان روزے نہ رکھیں۔ یا یہ کہ نماز نہ پڑھیں یا یہ کہ حج نہ کریں۔ جس امر کا خوف ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے قوانین نہ بنائے جائیں۔ جو بظاہر تو سیاسی یا تمدنی ہوں لیکن ان کا اثر دوسری قوم کے مذہب یا اس کے وقار کے خلاف ہو۔ مثلاً گائے کی قربانی کو بند کر دیا جائے۔ اور مذہبی سوال کی بنا پر نہیں۔ بلکہ یہ کہہ کر کہ ملک میں گائے کم ہو گئی ہیں۔ اس لئے زراعت اور دودھ اور گھی کی حفاظت کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ اور یہ تمدنی سوال ہے مذہبی نہیں۔ یا یہ کہ ایک سے زیادہ شادیوں کا قانون بند کر دیا جائے۔ یہ ایسے اُمور ہیں۔ کہ بظاہر تمدنی نظر آتے ہیں لیکن ان مسائل میں اسلام کو ایک خاص تعلق ہے۔ گائے ہی قربان کرنے کا حکم مسلمانوں کو نہیں ہے۔ لیکن گائے کی قربانی کے معاملہ میں چونکہ ہندو مسلم تعلقات کو دخل ہے اسلئے ایسا قانون سیاسی نہیں۔ بلکہ مذہبی دست اندازی سمجھا جائے گا۔ ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا حکم اسلام نہیں دیتا۔ مگر چونکہ اس اسلامی رخصت پر دنیا اعتراض کرتی ہے۔ اس امتیاز کے خلاف قانون پاس کرنے کے یہ معنے ہی یہ ہونگے۔ کہ اسلام کے احکام کے ناقص ہونے کا فیصلہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسے اُمور کا تقاضا سیاست ملکی نہیں کرتی۔ بلکہ اصلاح تمدن ان کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس ان امور میں کسی مذہب کی اجازت کے خلاف فیصلہ کرنے کے یقیناً یہ معنے ہیں۔ کہ اس کی اجازت کو ناواجب قرار دیا گیا ہے۔

غرض جن اُمور میں اختلاف اور ظلم کا خوف ہے۔ وہ ایسے اُمور ہیں۔ کہ جن میں یا بین الاقوامی اختلاف ہے یا اسلام جن میں دوسری قوموں کے سامنے محل اعتراض ہے پس سمجھوتے میں یہ نہیں ہونا چاہئیے۔ کہ مذہبی اُمور میں ایک قوم دوسری قوم کے خلاف منشاء قانون نہیں بنا سکتی۔ بلکہ یہ بھی شرط چاہئیے۔ کہ اس کے مخصوص تمدنی قوانین کے خلاف بھی قانون نہیں بنا سکتی۔ اور نہ ان امور کے متعلق جو دو قوموں میں مابہ النزاع ہوں۔ جیسے گائے کی قربانی کا سوال ہے۔

اور پھر یہ بھی شرط ہونی چاہئیے۔ کہ ایسے امور میں نہ صرف مذاہب کے کثیر التعداد فرقوں کے خیالات کا احترام کیا جائیگا۔ بلکہ اگر قلیل التعداد فرقہ کثیر التعداد کے خلاف ہو۔ تو اس کے لئے بھی کوئی قانون اس کی مرضی کے خلاف نہیں بنایا جائیگا مثلاً اگر ایک امر کے متعلق حنفی المذہب ممبر متفق ہو جائیں۔ لیکن شیعہ یا اہل حدیث یا احمدی اسکے خلاف ہوں۔ تو اس مذہبی یا تمدنی اصول پر اثر رکھنے والے قانون کا ان پر نفاذ نہ ہوسکیگا "۔

ہندو ریاست میں گائے کا گوشت مہیا کیا گیا اور مسلمان ریاست میں سور کا گوشت

مسٹر ریمنڈ امریکن نامہ نگار اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہیں:-

"ہندو یہ بھی پسند نہیں کرتے۔ کہ یورپین لوگ بیف اڑائیں لیکن جب مہاراجہ میسور کا میں مہمان ہوا تو میرے لئے گائے کا گوشت مہیا کیا گیا۔ مسلمان سور نہیں کھاتے لیکن جب میں حضور نظام کا مہمان ہوا۔ تو مجھ کو سور کا گوشت کھلایا گیا"۔

اگرچہ حضور نظام کی ریاست میں سور کا گوشت کا اسباب کا ثبوت ہے۔ کہ مسلمان اپنی حکومت میں کسی پر جبر نہیں کرتے لیکن تاہم نظام کے مہمان کو کارپردازان ریاست کا لحم الخنزیر مہیا کر دینا قابل افسوس ضرور ہے جبکہ کھانیوالے کے مذہبی فرائض میں یہ بات داخل نہیں تھی۔ اور میزبان اس کے لئے مجبور نہ تھا۔ اسی طرح مہاراجہ میسور کے مہمان کو گائے کا گوشت دیا جانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ گاؤ کشی کے الزام میں مسلمانوں کو گردن زدنی ٹھہرانا محض فساد انگیزی ہے۔

ہندو مسلم فسادات کا باعث

"گاندھی جی کا یہ فرمان ہے کہ ہندو بزدل ہیں۔ اور مسلمان لڑاکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے بیان فرمایا ہے کہ سفر و حضر میں جو تجارب آپ کو پیدا ہوئے ہیں۔ ان سے آپ نے یہی اخذ کیا ہے کہ چونکہ ہندو بزدل ہیں۔ اس لئے مسلمان لڑاکے ہیں آپ نے سہارنپور کے ہندوؤں کی بزدلی کو قابل شرم قرار دیا۔ اور کہا ان کا عدم تشدد بزدلی کی اجازت نہیں دیتا"۔ گویا مسلمانوں کے مقابل میں گاندھی جی کا عقیدہ عدم تشدد بدل جاتا ہے۔ اور آپ اپنے بھائی ہندوؤں کو بزدل اور مسلمانوں کو لڑاکے کہہ کر ... ان کے خلاف اُبھارتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر گاندھی جی اصلی روپ میں ظاہر ہو جاتے ہیں ۞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ تعالےٰ

مورخہ ۶ر فروری ۱۹۲۵ء

نہ صرف خود محنت سے کماؤ بلکہ بے روزگاروں کو روزگار دلاؤ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں اپنے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ اور ان خزانوں کو جو اللہ تعالےٰ نے ان کو دیئے ہیں۔ اور ان نعمتوں کو جو اللہ تعالےٰ نے ان کو بخشی ہیں۔ بند کرکے زنگ آلودہ نہ کریں۔ اور جماعت کے لئے اور اشاعت سلسلہ میں بار نہ بنیں۔ مگر جہاں میرا یہ فرض ہے۔ کہ میں نے دوستوں کو اور احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ نکمے نہ رہا کریں۔ کچھ کام کیا کریں۔ اور یہ کہ سوال نہ کیا کریں۔ اور نہ حالت سوالی والی بنایا کریں۔ کہ جس سے لوگ ان کو دکھ میں دیکھکر مجبور ہو جائیں۔ کہ انکی مدد کریں۔ بلکہ میرے نزدیک سوال کے دو اور پہلو بھی ہیں۔ اور ان پر بھی روشنی ڈالنا میرا فرض ہے؛

ایک پہلو تو یہ ہے۔ کہ دنیا میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں۔ جو کہ وعظ اور نصیحت سے بات مان لیتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتے ہیں۔ کہ جو اپنی روحانیت میں اپنے اخلاق میں اور اپنی سمجھ میں اتنے گر گئے ہوتے ہیں۔ کہ وعظ اور نصیحت ان پر کچھ اثر نہیں کرتی۔ ان کے دل مردہ ہوتے ہیں یا دل تو نہیں مرے۔ لیکن مدتوں ایسی حالت میں رہنے کی وجہ سے ان کی ہمتیں پست ہو جاتی ہیں۔ استقلال طبیعت سے اٹھ جاتا ہے۔ وہ نہایت گر جاتے ہیں۔ ایسے لوگ وعظ اور نصائح سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ اسی طرح بہت بڑی تربیت اور تہذیب اور تعلیم چاہتے ہیں۔ جس طرح کہ چھوٹے بچے تربیت تہذیب اور تعلیم کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایک واعظ تو یہ کہہ کر آزاد ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے تو نصیحت کرنی تھی کر دی۔ لیکن ماں باپ یا ایک تربیت کرنے والا یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں نے یہ بات اس کو کہدی تھی اور نصیحت کر دی تھی۔ بچہ جھوٹ بولتا ہے تو ماں باپ یہ کہکر آزاد نہیں ہو سکتے۔ کہ انہوں نے بچے کو کہدیا ہے۔ کہ جھوٹ بُری چیز ہے۔ اگر بچہ چوری کرتا ہے۔ تو ماں باپ اس کو اتنا کہد ینے سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ کہ چوری بُری چیز ہے۔ بچے کو ان کا یہ کہدینا۔ کہ لڑنا اور گالی دینا بری بات ہے۔ یہ کافی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کا فرض ہے کہ جھوٹ بولنا گالی دینا چوری کرنا ان سے چھڑوا دیں۔ ماں باپ واعظ نہیں ہیں۔ وہ مؤدّب اور مربّی ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ سختی سے کام لیں۔ ہاں معاونت ضروری ہے۔ ورنہ اس کی ایسی ہی مثال ہوگی۔ جیسے کوئی اپاہج کو کہے۔ کہ زمین پر پاؤں رکھکر چلا کرو۔ اس پر اس کو مجبور کرنا بالکل فضول بات ہے۔ اگر وہ اس کی بات کو مان بھی لے۔ تو باوجود کوشش کے بھی وہ چل نہیں سکے گا۔ صرف اس کو چلنے پر مجبور کرنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہے۔ کہ اس کو سہارا دے کر چلائے۔ یہاں تک کہ وہ خود چلنے لگے۔ یا اس کی ٹانگوں کو مالش کی ضرورت ہے۔ تو مالش کرے۔ بعض وقت معمولی مالش بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اور وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اس کے لئے مدتوں مالش کی ضرورت ہوتی ہے۔ مہینوں میں کہیں جاکر طاقت آتی ہے۔ اس لئے مؤدب کے لئے معاونت اور سہارا دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ تو دنیا میں ایک واعظ اور ایک مربی اور مؤدب میں فرق ہوتا ہے۔ واعظ تو کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے نصیحت کر دی تھی۔ لیکن یہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے نصیحت کر دی تھی۔ بلکہ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ خود کوشش کرکے مرض کا ازالہ کریں۔ پس ایک تو وہ لوگ ہیں۔ کہ جن کو صرف کہدینا ہی کافی ہوتا ہے۔ لیکن دوسری قسم کے جو لوگ ہیں۔ وہ صرف کہدینے سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ کوئی دوسرا ان کو سہارا نہ دے۔ اس کے بغیر ان کا مرض مٹ نہیں سکتا۔ ایسے کئی ہیں۔ جو سستی کے باعث کوئی کام نہیں کرتے۔ لیکن اگر ان کو نصیحت کی جائے۔ تو وہ نصیحت ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ ان کو اتنا ہی کہدینا کافی ہوتا ہے۔ کہ تمہاری یہ غلطی ہے۔ لیکن جو نصیحت مانتے ہی نہیں۔ ان کے لئے زیادہ اصلاح اور انتظام اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے ان کا علاج نہیں ہو سکتا ایسے افراد کی کہ جو کوئی کام نہیں کرتے۔ ان کی لسٹیں تیار کی جائیں۔ اور دریافت کیا جائے۔ کہ وہ کیوں کوئی کام نہیں کرتے۔ کئی تو ایسے ہیں۔ کہ وہ حق رکھتے ہیں۔ کہ بغیر کام کے ان کو گذارہ دیا جائے۔ جیسے نابینا یا ایسے اپاہج کہ جن کے لئے کام کرنا ناممکن ہے۔ ایسے لوگوں کو علیحدہ کرکے دوسروں کی فہرستیں تیار کرکے پھر ان کی اقسام بنائی جائیں۔ بعض تو ایسے نکلیں گے جو کام نہیں کر سکتے۔ ان میں طاقت نہیں ضعیف ہیں۔ ان کی طاقت کے مطابق ان کو کوئی کام نہیں ملتا۔ اور بعض ایسے نکلیں گے۔ کہ جو کوئی پیشہ اور فن جانتے ہیں۔ اور کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کا علم اور ان کا کام موجودہ حالت کے مطابق کام نہیں دے سکتا۔ اور بعض ایسے نکلیں گے۔ کہ جو کام کر سکتے اور روپیہ کما سکتے ہیں۔ لیکن وہ کام کرنا نہیں چاہتے۔ ان کو کام کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اگر تسلیم نہ کریں۔ تو جماعت کو ان کے بوجھ سے سبکدوش کیا جائے اور ان کی کوئی مدد نہ کی جائے۔ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے۔ جو رسول اللہ صلعم نے کیا۔ آپ نے ایسے لوگوں سے جھولیاں چھنوا لیں۔ اور جبراً ان سے کام کروایا۔ حضرت عمرؓ نے آدمی مقرر کر دیئے تھے۔ تا نکمے لوگوں کو دیکھا جائے۔ ایسے لوگوں کو کام کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اور ان کے اس قسم کے عذر بالکل نہ سنے جائیں۔ کہ ان کو ان کی شان کے مطابق کوئی کام نہیں ملتا۔ یا یہ کہ دس روپے میں ان کا گذارہ نہیں چلتا۔ حالانکہ اگر اس کا گذارہ تیس روپے میں چلتا ہے۔ اور اس کو کوئی دس روپے آمد کا کام ملتا ہے تو وہ دس روپے کا کام کرکے دس روپے کا بوجھ جماعت سے ہلکا کر سکتا ہے۔ اگر تیس میں اس کا گذارہ چلتا ہے۔ اور نوکری میں اس کو پانچ ملتے ہیں۔ تو کم سے کم پانچ کا بوجھ تو جماعت سے اٹھ گیا۔ تیس کے بجائے پچیس کا بوجھ جماعت پر رہ گیا۔ اس کی پانچ روپے کی نوکری کر لینے سے گویا پانچ روپے ماہوار چندہ دینے والے کا جماعت میں اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ پانچ روپے جماعت کو بچ جائیں گے۔ ہماری جماعت کے اسی روپے ماہوار تنخواہ پانے والے پانچ روپے چندہ دیتے ہیں۔ تو ایسا شخص جو جماعت پر تیس روپے کا بار بنا ہوا تھا۔ وہ پانچ کی بھی اگر کوئی نوکری کر لیتا ہے۔ تو گویا اسی روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والا جماعت میں داخل ہو گیا۔ اگر وہ دس کما سکتا ہے۔ تو گویا ایک سو ساٹھ روپیہ تنخواہ پانے والا سلسلہ میں نیا داخل ہو گیا۔ اگر ایسے لوگوں میں سے دو پانچ پانچ کمانے لگ جائیں۔ تو گویا دو اسی اسی روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے نئے پیدا ہو گئے۔ اگر دو دس دس روپے ماہوار کمانے لگ جائیں۔ تو گویا دو ایسے نئے شخص جماعت میں داخل ہو گئے۔ جو ہر ایک ان میں سے ایک سو ساٹھ روپیہ کماتا ہے۔ اگر سو آدمی جن کا بار جماعت پر ہے اس قسم کے پیدا ہو جائیں۔ کہ پانچ پانچ بھی اگر ماہوار کمانے لگ جائیں۔ تو گویا پانچ سو روپے کے بار سے جماعت بچ گئی۔ اس لئے ان کا یہ عذر نہ سنا جائے۔ کہ یہ معمولی کام ہے یا اتنے میں ان کا گذارہ نہیں ہوتا۔ تھوڑا ملے یا بہت ملے ان کو کام پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ ایسا ہے۔ کہ کام کر ہی نہیں سکتا۔ تو اس کے لئے کوئی انتظام کیا جائے۔ اور اگر کر سکتا ہے۔ تو اس کے لئے کام مہیا کیا جائے۔ اور جو کر ہی نہیں سکتا۔ اس کے لئے جماعت کا فرض ہے۔ کہ اس کا ا[illegible]

کو گزارہ دیں۔ مثلاً نابینا ہیں۔ یورپ میں تو میں نے سنا ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے کمانے کے لئے بھی کام نکالے گئے ہیں۔ مگر یہاں پر چونکہ ایسا کوئی انتظام نہیں ہے۔ کہ نابینا اور اپاہج وغیرہ بھی اپنی روزی آپ کما سکیں۔ جیسا کہ بعض دیگر ممالک میں۔ ہمارا صرف یہ کہنا۔ کہ ایسے لوگوں کے لئے بھی کام نکل آئے ہیں ہم کو ذمہ داری سے سبکدوش نہیں کرسکتا۔ ذمہ داری سے ہم تب ہی سبکدوش ہوسکتے ہیں۔ کہ ان کے لئے بھی ایسے کاموں کی تلاش کی جائے۔ اور ایسے کام مہیا کئے جائیں۔ جن کو وہ لوگ بھی کرسکیں۔ اس لئے موجودہ حالت میں ایسے لوگوں کو جو کہ بالکل کوئی کام نہیں کرسکتے۔ دوسروں سے الگ کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ مجبور ہیں۔ ان کا حق ہے۔ کہ جماعت ان کا بوجھ اٹھائے۔ اگر کوئی جماعت اپنے اس قسم کے معذور افراد کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔ تو وہ معزز جماعت کہلانے کی مستحق نہیں۔ بلکہ وہ مردہ جماعت ہے۔ وہ لوگ ایسے ہی روزی دیئے جانے کے مستحق ہیں۔ جیسا کہ ایک سارا دن محنت کرنے والا شخص آنحضرت صلعم نے ایک جہاد کے سفر میں فرمایا۔ کہ کئی لوگ ایسے ہیں۔ کہ تم کسی وادی سے نہیں گذرتے۔ کہ وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور کوئی اجر نہیں جو تم کو ملتا ہو۔ اور وہ ان کو نہ ملے۔ حالانکہ وہ اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ صحابہ نے سوال کیا۔ کہ جب انہوں نے ہمارے ساتھ سفر نہیں کیا۔ ہماری تکلیفوں میں وہ شریک نہیں ہوئے وہ گھر بیٹھے اس اجر میں کیسے شریک ہوگئے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کا تمہارے ساتھ سفر نہ کرنا اور تمہاری تکلیفوں میں شریک نہ ہونا اس لئے نہیں۔ کہ وہ طاقت رکھتے تھے اور پھر وہ شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ اگر ان کی آنکھیں ہوتیں۔ ان کے ہاتھ ہوتے ان کے پاؤں ہوتے۔ تو وہ بھی تمہارے ساتھ جہاد کے لئے نکلتے۔ وہ تو دل میں کڑھتے ہیں۔ مگر کچھ کر نہیں سکتے مجبور ہیں۔ اس سے ہم کو ایک قاعدہ ہاتھ لگتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جو اس قسم کے معذور اور مجبور ہیں۔ وہ ہمارے پیسوں کے اسی طرح مستحق ہیں جس طرح کہ ایک شخص محنت کرکے پیسے لینے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ جو مدینہ سے باہر نہیں جا سکتے تھے شریعت کی رو سے خدا کے انعاموں اور اسکے پیدا کئے ہوئے خزانوں پر ان کو ایسا ہی حق دیا گیا ہے۔ جس طرح کہ ایک شخص سارا دن محنت کرکے ان پر حق حاصل کرتا ہے۔ پس ان تینوں قسم کے لوگوں کی فہرست کو مکمل کیا جائے۔ اور یہ کام امور عامہ کا ہے (آپ نے صیغہ جات کے افسروں کو مستعدی اور کام کی فکر رکھنی اور کام کرنے کی لگن اور اپنے اندر ایک جوش پیدا کرنے کی نہایت موثر پیرایہ میں توجہ دلائی) فرمایا اصل [illegible] ہے۔ کہ دست بکار و دل بایار ہو۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں بزرگ ہے۔ وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ کیونکہ [illegible] دوسری بات بھی یاد رہے

اس لئے وہ تو اخلاقی علمی یا سیاسی نگرانی چھوڑ کر گوشہ خلوت میں یاد الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔ میں ایسے شخص کو بزرگ نہیں سمجھتا۔ جو مصلے بچھا کر اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک بزرگ وہ ہے۔ جو اخلاقی نگرانی کرتا ہے علمی نگرانی کرتا ہے۔ سیاسی نگرانی کرتا ہے۔ منتظم جماعتوں کے افسروں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ایسا کریں۔ جو ایسا نہیں کرتا آنحضرت نے اس کو قابل الزام ٹھیرایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ ولنفسک علیک حق ولزوجک علیک حق ولضیفک علیک حق تو حقوق دنیاوی بھی عبادات ہیں بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنے والا بھی عبادت کرتا ہے۔ ایک مصلے پر بیٹھنے والا تو یہ دیکھکر کہہ دے گا۔ کہ یہ کیسا عیاش آدمی ہے۔ مگر آنحضرت نے اس کو بھی (اگر وہ احتساباً کرتا ہے۔) عبادت ٹھیرایا ہے۔ اس کا ایسا ہی اجر ہے جیسے اس نے نماز پڑھی۔ آنحضرت صلعم کی ایک بیوی نے گلاس سے پانی پیا۔ آپ نے بھی اسی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیا۔ اس رنگ میں بیوی سے محبت کے اظہار کرنے کو بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو اس کو عیاشی کہیں گے۔ مگر احتساباً یہ نیکی اور عبادت ہے۔ اس لئے میں افسروں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ محنت سے کام کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے لئے کام کا مہیا کرنا ضروری ہے۔ جس پر ان کو لگایا جائے۔ لیکن یہ کام نہ میں کرسکتا ہوں۔ اور نہ محکمہ کرسکتا ہے۔ بلکہ یہ کام جماعت کا ہے۔ مختلف پیشے کرنے والے اور جاننے والے جماعت میں موجود ہیں (نجار ہیں۔ سنار ہیں۔ لوہار ہیں) یہ دوسروں کو کام سکھا سکتے ہیں یا کام کی جگہ نکال سکتے ہیں۔ یا بڑی بڑی منڈیوں میں کاموں کی بعضوں کو واقفیت ہوتی ہے۔ یا ایسے پیشے جن کو معلوم ہوں۔ کہ جو قادیان میں رہتے ہیں۔ وہ یہاں رہکر بھی ان کے ذریعے کما سکیں تو وہ ان علوم اور ہنروں اور پیشوں سے مجھ کو یا امور عامہ کو اطلاع دیں۔ اور جن کو پیشے اور ہنر آتے ہیں۔ وہ دوسروں کو سکھائیں۔ بعض دوسروں کو اپنا کام سکھانے میں بخل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ وہ اپنے ایک کمزور بھائی کو اپنا کام سکھا کر اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اگر ایک جگہ ایک احمدی وکیل ہے۔ تو دوسرے دس وکیل اس سے دشمنی کرینگے۔ اور ہر ایک کے آگے اس کے خلاف رائے دینگے۔ لیکن اگر ایک کی جگہ ضلع میں دو دو احمدی وکیل بھی ہوں۔ تو پھر ایک آواز کم از کم انکے حق میں بھی پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی جگہ ایک احمدی انجینئر ہے۔ تو لوگ اس سے بائیکاٹ کرسکتے ہیں۔ اور دوسرے دس اس ایک کے کام کو سنبھال

سکتے ہیں۔ لیکن اگر کئی احمدی نجار ہوں۔ تو پھر وہ لوگ ان سے کام کروانے پر مجبور ہونگے۔ کیونکہ دوسرے ان کے کام کو سنبھال نہ سکیں گے۔ پس ان کے لئے کام مہیا کرنا یا ان کو کام سکھانا اپنی مدد آپ کرنا ہے۔ تیسرے جو ملازم ہیں اور محکمہ جات میں رسوخ رکھتے ہیں۔ وہ اپنی جماعت کے بیکاروں کے لئے کام نکالیں۔ پہلے بھی میں نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے بعض مسلمان جو کسی عہدہ پر ہوتے ہیں۔ اور ان کو رسوخ حاصل ہوتا ہے۔ وہ مسلمان کے لئے ملازمت کی کوئی جگہ اسلئے نہیں نکالتے۔ کہ لوگ ان کو متعصب کہیں گے۔ حالانکہ ایسا خیال کرنا ان کی بیوقوفی ہے۔ اپنی قوم کی جو شخص مدد نہیں کرتا۔ وہ انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ اس لئے ہماری جماعت کے ملازمین کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ مثلاً ایک اکسٹرا اسسٹنٹ احمدی ہے۔ یا تحصیلدار ہے۔ وہ اپنے محکموں میں اپنے بے روزگار احمدیوں کے لئے جگہ نکال سکتے ہیں۔ اور وہ متعصب نہیں کہلا سکتے۔ کون ہے جو دیانتداری سے کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا بیٹا اگر لکھ پڑھ جائے۔ تو وہ ڈپٹی کمشنر یا لاٹ صاحب یا دیگر افسروں کے سامنے اس کی سفارش کو تعصب قرار دے۔ تو پھر وہ اپنے ایک احمدی بھائی کی سفارش اور اس کے لئے کام نکالنے میں کیا متعصب کہلا سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے بھائی یا بیٹے کی سفارش کرکے متعصب نہیں بنتا بلکہ حقدار کو حق دلواتا ہے تو ایک احمدی کی وہ سفارش کرکے کیوں متعصب کہلا سکتا ہے جنکی محبت بھائی کی محبت سے کم نہیں۔ یہ فطرتی بات ہے۔ اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ ہاں یہ میں ناپسند کرتا ہوں۔ کہ کوئی احمدی افسر حقدار کا حق تلف کرکے کسی احمدی کو دلوا دے۔ مثلاً ایک ہندو کے مقابلہ میں ایک احمدی جو کام نہیں کرسکتا۔ اگر وہ ایسی حالت میں ہندو کو چھوڑ کر احمدی کو کام پر لگاتا ہے تو وہ تعصب سے کام لیتا ہے۔ لیکن اگر قابلیت کے لحاظ سے دونوں مساوی ہیں۔ تو پھر اگر وہ احمدی کو ترجیح نہیں دیتا تو وہ احمق ہے۔ قوم کا دشمن ہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ ایسی حالت میں احمدی کو ترجیح دے۔ پس مختلف صیغوں کے افسروں اور کارکنوں کو اپنے احمدی بھائیوں کے لئے جگہیں نکالنی چاہئیں۔ مثلاً تحصیلدار عرائض نویس اور نقل نویس کی جگہ نکال سکتے ہیں۔ جس میں شدھ بدھ اردو بھی کام دے جاتی ہے۔ ذرا ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور پھر وہ خوب کمانے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح دفتروں میں ایسی جگہیں خالی ہوتی ہیں۔ کہ ایک بی۔ اے دوسری جگہ ستر اسی سے زیادہ نہیں پا سکتا۔ مگر ایک انٹرنس پاس وہاں دو دو سو اور پانچ پانچ سو پا سکتے ہیں پس ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ کوشش کرکے کام نکالیں۔ اور

اور مرکز میں اطلاع دیں۔ تا وہ نہ صرف اپنا بوجھ آپ اٹھا سکیں بلکہ سلسلہ کے لئے بھی وہ مفید ہو سکیں۔ اور وہ اپنی جماعت کے ایسے لوگوں کی مدد کر کے اپنی مدد کرینگے۔ اور ان کی بھی حکومت بڑھے گی۔ میں اپنے فرض سے اُن باتوں کی طرف جن کا میں نے ذکر کیا ہے توجہ دلا کر سبکدوش نہیں ہو سکتا بلکہ جو لوگ کام کرتے ہیں۔ لیکن پورا نہیں کرتے۔ یا وہ زیادہ سے زیادہ محنت کر کے نہیں کرتے۔ ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ زیادہ محنت سے کام کریں۔ اور جن کو کوئی مفید پیشے معلوم ہوں یا سکھا سکتے ہوں یا وہ ملازم ہوں۔ رسوخ رکھتے ہوں۔ تو وہ اس سے اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچائیں تا وہ بھی جماعت کی ترقی اور سلسلہ کی اشاعت کے لئے مفید ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم کمزوروں کی مدد کریں۔ اور دیانت داری اور امانت کے ساتھ کام کر کے بھائیوں کو نفع پہنچائیں۔ اور ہماری محبت آپس میں ایسی ہو۔ جیسے سگے بھائی باہم محبت رکھتے ہیں۔

دنیا میں بےنظیر نسخہ حب اٹھرا اٹھرا کیا ہے

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں یا مردہ پیدا ہوں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن کر پیارے بچوں سے خالی تھے اور وہ مایوس انسان جو اولاد نرینہ نہ رہنے کے باعث ہمیشہ رنج اور غم میں مبتلا تھے وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ نہیں خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا صحیح سلامت و مضبوط پیدا ہو کر طبعی عمر پانے تک والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک۔ دل کی راحت ہوگا۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ۱) شروع حمل سے آخر زمانہ تک قریباً چھ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوالے یہ فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائے گا۔

المشتہر
عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

قادیان میں مکان بنانیکے خواہشمند احباب

قادیان کی پرانی آبادی اور نئی آبادی میں سکنی اراضی خریدنے کے لئے خاکسار سے خط و کتابت کریں۔ محلہ دارالرحمت کے نقشہ میں بھی چند کنال اراضی کی زیادتی کی گئی ہے۔ لہٰذا جو احباب اس محلہ میں زمین حاصل کرنیکی خواہش رکھتے ہوں۔ ان کے لئے موقعہ ہے۔ نور ہسپتال کے سامنے بھی کچھ اراضی قابل فروخت ہے۔ فقط والسلام
خاکسار۔ میرزا بشیر احمد قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار

علاج طاعون از حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) کافور کا استعمال کرنا سنت ہے۔۔ جو وبائی کیڑوں کو مارتی اور سمیت کو دور کرتی ہے۔۔ کافور جیسا ہیضہ کے لئے مفید ہے ویسا ہی طاعون کے لئے مفید ہے۔ میں اپنی جماعت کو بتلاتا ہوں۔ کہ یہ بہت مفید چیز ہے۔ اور میرا اعتقاد ہے۔۔ کہ کافور کا استعمال کیا کریں۔۔ جدوار کی گولیاں بنا کر تازہ لسی کے ساتھ۔۔ استعمال کرائی جائیں تو بہت مفید ہے (تقریر ۲۰ر مئی ۱۹۰۸ء) (۲) وہ مبارک اور سریع الاثر دوا جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے۔۔ یہ ایک جلیل الشان مرہم ہے۔۔ اور تمام اطبا حاذقین۔۔ اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ یہ مرہم ہر ایک قسم طاعون کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ اور شیخ الرئیس بو علی سینا بھی اس کی بہت تعریف کرتا ہے۔۔ یہ معجزہ ہے۔ کہ یہ مرہم علاوہ زخموں کے اچھا کرنے کے ہر ایک قسم کی طاعون کیلئے بھی مفید ہے (رویداد جلسہ طاعون) (۳) مرہم عیسیٰ۔۔ طاعون کیلئے بھی نہایت درجہ مفید ہے۔ بلکہ طاعون کی تمام قسموں کے لئے فائدہ مند ہے۔ مناسب ہے۔ کہ جب نعوذ باللہ بیماری طاعون نمودار ہو۔ تو فی الفور اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں۔ کہ یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے۔ اور پھنسی یا پھوڑے کو ٹھیک کر کے ایسے طور سے پھوڑ دیتی ہے۔ کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن میں پھیلتی ہے۔ لیکن کھانے کی دوا جس کا نام ہم نے تریاق الٰہی رکھا ہے۔ اس کے استعمال کا طریق یہ ہے۔ کہ اول بقدر نخود کھانا شروع کریں اور پھر حسب برداشت مزاج بڑھاتے جاویں۔۔۔ اور طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے جب یہ دوا کھائیں تو۔۔ (یعنی عرق دافع طاعون) کے ساتھ اس کو کھانا چاہیئے۔۔ تریاق الٰہی ذیابیطس کے لئے اختناق الرحم کے لئے یا دماغ اور نخاع اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری کے لئے یا معمولی قوتوں کی کمی کے لئے استعمال کرنی (اشتہار دوائی طاعون) (۴) مرہم عیسیٰ حضرت عیسیٰ کی معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ اور اس میں اب تک وہ تاثیر زخموں اور چوٹوں کے اچھا کرنیکی باقی ہے۔ اور یہ مرہم طاعون کو بہت فائدہ کرتی ہے۔ اور طریق استعمال یہ ہے۔ کہ ان مقامات پر اس کی مالش کی جائے جہاں اکثر طاعون کا دانہ نکلتا ہے۔ ماسوا اس کے جدوار کی۔۔ گولیاں چھاچھ کے ساتھ کھایا کریں۔ اور۔۔۔ (یعنی عرق دافع طاعون) اور اس دوا کے ساتھ جس کا نام ہم نے تریاق الٰہی رکھا ہے۔ تین وقت صبح دوپہر شام استعمال کریں۔۔ صرف ان عرقیات کو۔۔ پی لینا اور جدوار کی گولیاں بھی کھاتے رہنا انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا (ایام الصلح) (۵) مرہم عیسیٰ۔۔ ان چوٹوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ جو کسی ضربہ یا سقطہ سے لگ جاتی ہیں اور چوٹوں سے جو خون رواں ہوتا ہے۔ وہ فی الفور اس سے خشک ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اس میں مُر بھی داخل ہے۔ اس لئے زخم کیڑا پڑنے سے محفوظ رہتا ہے۔ اور یہ دوا طاعون کے لئے بھی مفید ہے۔ اور ہر قسم کے پھوڑے پھنسی کو اس سے فائدہ ہوتا ہے (مسیح ہندوستان میں) وغیرہ وغیرہ۔ قیمت مرہم عیسیٰ کی ٹیوب خورد ۱۲ر متوسط عہ کلاں عہ۸ر۔ تریاق الٰہی ۲۰ گولیاں عہ۔ حب جدوار ۲۰ گولیاں عہ ر۔ عرق دافع طاعون آٹھ خوراک عہ ر۔ روغن کافور ایک اونس عہ ر۔ علاوہ محصول ڈاک۔

تمام درخواستیں بنام حکیم نذیر حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ مبارک منزل۔ دہلی دروازہ نو لکھا لاہور آنی چاہئیں۔

بعدالت خان ذکاء الدین خانصاحب ایم اے ایم بی۔ ایس جج بہادر عدالت مطالبہ خفیفہ امرتسر
نرم میاں عبدالمجید غلام محمد بذریعہ اللہ یار سکنہ رام کی میاں سنگھ سوداگر چوب۔ مدعی

بنام

اسماعیل ولد عمر لوہار مولا بخش ولد دتو ساکن تحصیل بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ مدعا علیہ

دعویٰ ۵۶۰ روپیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہم تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکورہ بالا اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ ۲۴ر فروری ۱۹۲۵ء حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ مذکور کی نہ کرینگے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔
آج بتاریخ ۳۰ر جنوری ۱۹۲۵ء بثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

ضرورت

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سیویاں سارٹیفکیٹ ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ قیمت سوراخ چھلنی ۱۲۰ پالش شدہ عہ۸ر
مینیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں نئے داخل ہونیوالوں کی فہرست

بقیہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

نمبر	نام	پتہ
۳۴۳	محمد صادق صاحب	ضلع شیخوپورہ
۳۴۴	اللہ دتہ صاحب	ر سیالکوٹ
۳۴۵	مولا بخش صاحب	بھیرہ
۳۴۶	محمد یعقوب صاحب	
۳۴۷	عبداللطیف صاحب	گجرات شہر
۳۴۸	اہلیہ صاحبہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب	ضلع ہزارہ
۳۴۹	رقیہ بیگم صاحبہ	ر گورداسپور
۳۵۰	اللہ رکھا صاحب	ر گوجرانوالہ
۳۵۱	شیخ دوست محمد صاحب	ر شاہپور
۳۵۲	اللہ رکھا صاحب	ر سیالکوٹ
۳۵۳	خدا بخش صاحب	ر ر
۳۵۴	راج بی بی صاحبہ	ر ر
۳۵۵	محمد اسمٰعیل صاحب	ر شیخوپورہ
۳۵۶	سید ارشاد علی شاہ صاحب	ریاست جموں
۳۵۷	اہلیہ علی بخش صاحب	ر پٹیالہ
۳۵۸	شاہ محمد صاحب	ضلع شیخوپورہ
۳۵۹	محمود علی خان صاحب	شہر گوجرانوالہ
۳۶۰	فضل دین صاحب	ضلع شاہپور
۳۶۱	ہمشیرہ میر احمد صاحب	ر ملتان
۳۶۲	عبداللطیف صاحب	مونگھیر
۳۶۳	ہمشیرہ صاحبہ حبیب الرحمٰن صاحب	ضلع جالندھر
۳۶۴	غلام محمد نون صاحب	شیخوپورہ
۳۶۵	ہمشیرہ صاحبہ والدہ برکات احمد صاحب	دہلی
۳۶۶	عبدالحمید صاحب	پشاور
۳۶۷	مولوی محمد فضل صاحب	ضلع لائلپور
۳۶۸	سید عبد حسین صاحب	ر سیالکوٹ
۳۶۹	شیخ محمد رفیع اللہ صاحب	شہر فیروزپور
۳۷۰	مہر خان صاحب	ضلع راولپنڈی
۳۷۱	اہلیہ محمد انور خان صاحب	ر ر
۳۷۲	چوہدری سید محمد صاحب	ر سیالکوٹ
۳۷۳	والدہ احمد الدین صاحب	ر ر
۳۷۴	اہلیہ احمد الدین صاحب	ر ر
۳۷۵	اہلیہ نور محمد صاحب	ر منٹگمری
۳۷۶	غلام رسول صاحب	ر گورداسپورہ
۳۷۷	غلام محمد صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۳۷۸	محمد امین خان صاحب	ر متھرا
۳۷۹	نبیو خان صاحب	ر ر
۳۸۰	فضل الٰہی صاحب	ر شیخوپورہ
۳۸۱	محمد صاحب	ر ر
۳۸۲	محمد اعظم صاحب	ر ر
۳۸۳	محمد صدیق صاحب	ر ر
۳۸۴	مستری اسمٰعیل صاحب	ر ر
۳۸۵	محمد امین صاحب	ر ر
۳۸۶	ثناء اللہ صاحب	ر ر
۳۸۷	محمد عبداللہ صاحب	ر ر
۳۸۸	فضل احمد صاحب	ر ر
۳۸۹	مستری نیک محمد صاحب	ر ر
۳۹۰	مستری محمد امین صاحب	ر ر
۳۹۱	مستری احمد الدین صاحب	ر ر
۳۹۲	محمد امیر صاحب	ر جالندھر
۳۹۳	اہلیہ محمد امیر صاحب	ر ر
۳۹۴	والدہ محمد امیر صاحب	ر ر
۳۹۵	اہلیہ خیر الدین صاحب	ر شیخوپورہ
۳۹۶	سی محمد صاحب	مالابار
۳۹۷	مسماۃ عبورہ صاحبہ	سیلون
۳۹۸	عباس صاحب	ر
۳۹۹	سنی بی بی	ر
۴۰۰	اے نانا	ر
۴۰۱	اے رابعہ	ر
۴۰۲	صوفیہ	ر
۴۰۳	اہلیہ اللہ دتہ صاحب	ضلع سیالکوٹ
۴۰۴	اللہ دتہ صاحب	ر جالندھر
۴۰۵	چوہدری نتھو خان صاحب	ر سیالکوٹ
۴۰۶	عنایت اللہ صاحب	ر ر
۴۰۷	مسماۃ بڈھی صاحبہ	ر ر
۴۰۸	مسماۃ میراں صاحبہ	ر ر
۴۰۹	مسماۃ سرداراں صاحبہ	ر ر
۴۱۰	مسماۃ رجی صاحبہ	ر ر

(باقی آئندہ)

مختلف خبریں

—— حکومت ہند انڈین ایڈیو ٹیلیگراف کمپنی کو لائسنس دینے کیلئے طیار ہے۔ تا کہ وہ برطانیہ کے ساتھ سلسلہ خبر رسانی قائم کرنے کیلئے ہندوستان میں ایک سٹیشن قائم کرے۔ مگر اسمیں شرط یہ ہے۔ کہ مذکورہ کمپنی کو ایک معاہدہ کرنا پڑے گا۔ کمپنی نے معاہدے کی شرط کو قبول کر لیا ہے۔ اور اس پر عنقریب دستخط ہو جائیں گے +

—— شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی مجلس عاملہ یکم مارچ کو اپنا جلسہ منعقد کرے گی۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ سکھوں کی صورت حالات میں جو پیچیدگی رونما ہو گئی ہے۔ اس پر بحث کی جائے گی۔ کمیٹی کی مجلس عاملہ کا سابق جلسہ ۷ر جنوری ۱۹۲۴ء کو منعقد ہوا تھا۔ جسمیں تقریباً ۶۰ ارکان جو وہاں موجود تھے۔ گرفتار ہو کر سزایاب ہوئے +

—— مجلس خلافت ہند کی طرف سے وفد حجاز کو برقی ہدایت بھیجدی گئی ہے۔ کہ اول تو وہ دمشق کی راہ سے مدینہ منورہ پہنچنے کی کوشش کریں اور اگر ادھر بھی کوئی مشکل سنگ راہ ہو تو پھر بحرین کی طرف سے اندرون ملک میں داخل ہو کر ریاض پہنچ جائیں۔ بہر حال جسطرح بھی بن پڑے سلطان ابن سعود سے ملاقات کرنے کی کوئی راہ نکالیں +

—— ایران کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک دو اخبارات کے سوا باقی تمام اخبارات متفق اللسان ہو کر جمہوریت کی صدا بلند کر رہے ہیں۔ اور بادشاہ کی معزولی کا مطالبہ کر رہے ہیں +

—— وفد حجاز کا تار آیا ہے۔ کہ دہلی کا تار پا کر ہمنے پھر کوشش کی (مکہ جانے کی) مگر حکومت جدہ نے (راستہ دینے سے) قطعی انکار کیا۔ سلطان (ابن سعود) شریفی خاندان والوں سے صلح کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ موجودہ جنگ عرصہ تک جاری رہیگی +

—— ۲ر فروری کو ہندو مسلم فساد کانپور کی نسبت اصل واقعات یہ ہیں۔ کہ سوامی دیانند سرسوتی کی برسی کے موقعہ پر آریہ لوگوں نے ایک جلوس نکالا تھا۔ جسکے آگے چند غیر ذمہ وار ہندو نوجوان لڑکے گیت گاتے جاتے تھے۔ اور ان گیتوں میں اسلام کی اہانت کرتے تھے۔ دو تین مسلم نوجوانوں نے سٹمن روڈ پر ان کو اس حرکت سے منع کیا۔ اور اسطرح ہندو اور مسلمان لڑکوں میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ راشٹے انند شردھ بہادر اور منشی جوالا پرشاد نے آریوں کے گیتوں کو ناپسند کیا۔ اور مسلمانوں کے سامنے اظہار افسوس کیا۔

—— قاہرہ ۸ر فروری:۔ المقطم نے وہ تجاویز شائع کی ہیں۔ جو ہندی وفد حجاز نے حکومت حجاز کے روبرو پیش کی تھیں۔ حجاز میں جمہوری حکومت قائم کی جائے جس کو اندرونی معاملات میں کامل آزادی ہو۔ لیکن اس کے تعلقات خارجہ ایسے ہوں جو مسلمانان عالم کی مرضی کے مطابق ہوں۔ حکومت حجاز (یعنی امیر علی) نے ہندی وفد حجاز کے محولہ مطالبات کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ حجاز پہلے ہی آزاد ہے۔ اسپر کوئی غیر ملکی اثر نہیں ہے۔ حجاز کو جمہوری حکومت سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اور حجاز ابھی جمہوری حکومت کیلئے بھی تیار نہیں ہے۔ اور اگر ابن سعود نے حجاز کے خلاف اپنی سازش کو ترک نہ کیا تو حکومت حجاز نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اس سے جنگ کرے +

—— نیو یارک ۷ر فروری:۔ امریکہ سے ۶۰ لاکھ روپے کا سونا ہندوستان کو بھیجنے کیلئے خرید ا گیا ہے +

—— اکسفورڈ اول مرتبہ ترکی سے روئی کے ایک ہزار بورے ولائیت میں پہنچے +

—— طیطوان کی ایک تار مظہر ہے۔ کہ طیطوان کے قریب مجاہدین ریف اور سپینی فوجوں میں معرکہ کارزار گرم ہؤا۔ کئی گھنٹہ کی لڑائی کے بعد اسپینی فوج کو شکست فاش ہوئی اور ان کا کمانڈر مارا گیا۔ پانچ اور بھی بڑے افسر مارے گئے۔ اور مجاہدین نے اسپینی سامان پر قبضہ کر لیا۔

—— سبیل الرشاد رقمطراز ہے۔ کہ ایک ماہ قبل آستانہ ناچ گھر بند کر دیئے گئے تھے مگر افسوس ہے۔ کہ وہ پھر کھل گئے +

—— بمبئی کے بعض حلقوں میں یہ خبر زور کیساتھ گشت لگا رہی ہے۔ کہ ابن مسعود نے جدہ فتح کر لیا ہے۔ خبر ہنوز تصدیق طلب ہے +

منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا +